رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

Regd L. No 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

فی پرچہ ۱؎

لاہور

فون نمبر ۲۹۷۹

تار کا پتہ "الفضل" لاہور

یوم پنجشنبہ — ۲۹ شوال ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ — یکم ماہ وفا ۱۳۳۳ ہش — یکم جولائی ۱۹۵۴ء — نمبر ۹۰

نہری پانی کے جھگڑے کے متعلق بات چیت ابھی جاری ہے

واشنگٹن ۳۰ جون۔ عالمی بنک کے افسروں کا کہنا ہے۔ کہ دریائے سندھ کے طاس کے پانی کی تقسیم کے جھگڑے کا تصفیہ کرانے کے لئے بنک کی دونوں ملکوں سے بات چیت ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے۔ بنک چاہتا ہے کہ دونوں ملک اس کی تجاویز پر مزید غور کرنے کے لئے رضامند ہو جائیں۔ پہلے ہندوستان کے اس اعلان پر بنک کے صدر دفتر میں تشویش پھیل گئی تھی۔ کہ چونکہ پاکستان نے عالمی بنک کی تجاویز مسترد کر دی ہیں۔ اس لئے وہ ۱۹۴۸ء کے معاہدہ پر عمل کرے گا۔ اور اپنے لئے جتنا پانی چاہے گا حاصل کرے گا۔ پاکستانی حلقوں کا کہنا ہے کہ پاکستان نے تجاویز مسترد نہیں کیں۔ بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ بنک کی پیش کردہ تجاویز پر مزید غور کیا جائے۔ پاکستان کی اس خواہش کا ثبوت کہ یہ جھگڑا جلد از جلد طے ہو جائے اس سے ملتا ہے کہ وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں اس غرض سے اتفاقیہ سفر کر کے واشنگٹن گئے ہیں۔ اور اب تک وہیں ٹھہرے ہوئے ہیں:

اخبار احمدیہ

کراچی ۲۷ جون (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو سردرد کی شکایت ہے۔

۲۸ جون طبیعت کل سے زیادہ خراب ہے۔

احباب اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں:

ربوہ ۳۰ جون حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت تا حال ناساز ہے نقرس کی شدید تکلیف ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں:

گواٹے مالا میں جنگ بند کرنے کی شرطوں کے متعلق سمجھوتہ ہو گیا

یہ سمجھوتہ کمیونسٹوں کی مخالف فوج کے لیڈر کرنل ارماس کی شرطوں پر ہوا ہے

گواٹے مالا ۳۰ جون۔ گواٹے مالا کی نئی فوجی حکومت اور باغیوں کی متوازی حکومت کے درمیان جنگ بند کرنے کے متعلق سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ اس سمجھوتہ پر فوراً عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔ یہ سمجھوتہ کمیونسٹوں کی مخالف فوج کے لیڈر کرنل ارماس کی شرطوں پر ہوا ہے۔ اس کے تحت گواٹے مالا میں تمام کمیونسٹ افسروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اور لیبر اور کمیونسٹ پارٹیوں کے سوا تمام پارٹیوں کو جائز سیاسی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت دے دی گئی ہے کل گواٹے مالا کی فوجی حکومت کے صدر اور باغی فوجوں کے لیڈر کرنل ارماس سے ملاقات کریں گے:

ادھر میکسیکو کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ وہ سابق صدر جیکب آربنز کو پناہ دینے کے لئے تیار ہے:

پاکستان اور ترکی کے معاہدہ پر عمل درآمد کے لئے کمیشن کا تقرر

کراچی ۳۰ جون۔ پاکستان اور ترکی کے ثقافتی معاہدہ پر عمل کرنے کے لئے حکومت پاکستان نے ایک شاورتی کمیشن قائم کیا ہے۔ وزیر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اس کے صدر ہیں۔ امور خارجہ و تعلقات دولت مشترکہ کے جوائنٹ سیکرٹری اور وزارت تعلیم کے نائب مشیر تعلیم اس کمیشن کے ممبر ہیں۔ ترکی میں بھی جلد ایسا ہی کمیشن قائم کر دیا جائے گا دونوں کمیشنوں کے مقرر ہونے کے بعد دونوں کا مشترکہ اجلاس منعقد ہو گا۔ جس میں اس معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے کے پروگرام پر غور کیا جائے گا:

کراچی ۳۰ جون سندھ چیف کورٹ کے تین ایڈیشنل ججوں جسٹس انعام اللہ جسٹس لاری اور جسٹس رحیم بخش کی میعاد ملازمت میں ستمبر کی ۷ تاریخ تک توسیع کر دی گئی ہے:

برمی فوج نے کمیونسٹ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا

رنگون ۳۰ جون حکومت برما کی وزارت دفاع کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ برمی فوج نے شمالی برما میں چین کی سرحدوں کے قریب کمیونسٹوں کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا اور کئی باغی سپاہیوں کو گرفتار کر لیا۔

ہندوستانی سپاہیوں کا فرانسیسی بستی پر حملہ

پیرس ۳۰ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے دو سپاہیوں نے پیر کی رات کو ایک فرانسیسی بستی ماہی پر حملہ کر دیا۔ ہندوستانی سپاہیوں نے ایک ہسپتال پر پانچ بم پھینکے۔ بم کے ٹکڑوں سے تین مریض زخمی ہو گئے۔ پانڈی چری میں فرانسیسی حکومت کی طرف سے ہندوستانی کونسل کو اس واقعہ کے متعلق احتجاجی مراسلہ دیا گیا ہے۔

مصر کی انقلابی عدالت ختم کر دی جائیگی

قاہرہ ۳۰ جون۔ قاہرہ سے ایک خبر رساں ایجنسی نے اطلاع دی ہے کہ قاہرہ گیریزن کے سابق کمانڈر مسٹر احمد شوقی کے خلاف مقدمہ کی سماعت کے بعد انقلابی عدالت ختم کر دی جائے گی۔ احمد شوقی کے خلاف فوج میں بغاوت پھیلانے کے الزام میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے:

دنیا کے ایک بڑے حصہ پر سورج گرہن

کوئٹہ ۳۰ جون۔ آج دنیا کے ایک بڑے حصہ میں مکمل سورج گرہن کا مشاہدہ کیا گیا۔ سورج گرہن امریکہ کی ریاست نبراسکا سے شروع ہوا اور ہندوستان میں ختم ہوا ہندوستان میں جودھ پور میں پورا سورج گرہن دیکھا گیا۔ کوئٹہ میں سورج گرہن چھ بجنے میں بیس سیکنڈ پہلے شروع ہوا۔ اور غروب آفتاب تک رہا۔ یہاں گرہن کے خاص مقناطیسی اثرات اور شمسی تابکاری کا مطالعہ کیا گیا۔ کراچی میں سورج گرہن چھ بجنے سے کچھ پہلے شروع ہوا اور غروب آفتاب تک رہا۔ لاہور میں ایک گھنٹہ تک گرہن رہا۔ لیکن پورا نہیں تھا یہاں گرہن پانچ بج کر ستاون منٹ اور بیس سیکنڈ پر شروع ہوا۔ خیال تھا کہ آخر تک دکھائی دے گا غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے گرد آلود فضا کی وجہ سے گرہن دکھائی دینا بند ہو گیا۔

سوئی گیس کی پائپ لائن اگلے سال ماہ مئی تک کراچی پہنچ جائیگی

کراچی ۳۰ جون۔ پاکستان کی صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے صدر مسٹر غلام فاروق نے امریکہ سے واپس آ کر بتایا ہے کہ سوئی گیس لانے والی پائپ لائن اگلے سال ماہ مئی تک کراچی پہنچ جائے گی جبکہ پائپ لائن بچھانے کا کام فوراً شروع کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور برطانیہ کی جن فرموں نے پائپ لائن بچھانے کا ٹھیکہ لیا ہے۔ انہوں نے یہ یقین دلایا ہے۔ کہ وہ کام وقت پر پورا کر دیں گی ان فرموں سے جو معاہدہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اگر لائن بچھانے کا کام وقت پر پورا نہ ہوا تو وہ ہرجانہ دیں گی اور اگر وقت سے پہلے ختم ہوا تو صنعتی کارپوریشن بونس دے گی:

عراق کے وزیر خارجہ نیویارک پہنچ گئے

نیویارک ۳۰ جون۔ عراق کے وزیر خارجہ ڈاکٹر فاضل جمالی کل نیویارک پہنچ گئے وہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے بتایا کہ عراق میں کمیونسٹ پارٹی کو خلاف قانون دے دیا گیا ہے۔ لیکن حکومت کو کمیونزم کے بارہ میں بڑی تشویش ہے۔

چار برمی طلبا تربیت کے لئے پاکستان آئیں گے

رنگون ۳۰ جون حکومت برما چار طلبا کو مشرقی پاکستان بھیج رہی ہے۔ جہاں وہ سائنٹفک طریق پر مٹی کے برتن ٹائیل اور اینٹیں بنانے کی تربیت حاصل کریں گے۔ یہ طلبا ڈھاکہ کی ٹائیلوں اور اینٹوں کی فیکٹری میں تربیت حاصل کریں گے۔ اس فیکٹری میں جدید مشینیں لگی ہوئی ہیں۔ اور یہاں ۲۰ ہزار اینٹیں روزانہ

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انتصار پریس میں طبع کرا کر دفتر میکلوگن روڈ لاہور سے شائع کی

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ

عَنْ ابی قتادۃ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ عزوجل افترضت علی امتک خمس صلوات وعھدت عندی عھدا انہ من حافظ علیھن لوقتھن ادخلتہ الجنۃ ومن لم یحافظ علیھن فلا عھد لہ عندی۔ (سنن ابن ماجہ)

ترجمہ:- ابوقتادہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں نے تیری امت کے لئے پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور یہ عہد باندھا ہے کہ جو شخص ان نمازوں کو باقاعدگی سے اپنے وقت پر ادا کرے گا۔ اسے میں جنت میں داخل کروں گا۔ اور جو شخص نمازوں میں باقاعدگی اختیار نہیں کرے گا۔ اس کے متعلق میرا کوئی عہد نہیں ہے۔

داخلہ والٹن ٹریننگ سکول لاہور

پاکستان ریلوے سروس کمیشن ۸۱ میوروڈ لاہور کی طرف سے درخواستیں ۲۶ جولائی ۵۲ء تک والٹن ٹریننگ سکول لاہور چھاؤنی میں داخلے کے لئے معرفت دفتر روزگار طلب کی گئی ہیں۔ سکول میں کمرشل گروپ کے طلبہ کو پانچ ماہ کی ٹریننگ دی جائے گی۔ مجوزہ فارم درخواست ایک روپے میں ہر بڑے سٹیشن سے مل سکتا ہے۔ الاؤنس دوران ٹریننگ -/-/۵۰ روپے ماہوار۔ کمرشل کلرک لگنے پر ۷۰-۱۲۰ کا گریڈ۔ گرانی اور دیگر الاؤنس علاوہ۔ شرائط میٹرک سیکنڈ ڈویژن۔ عمر ۱/۹/۵۲ کو ۱۸ تا ۲۵۔ سول لاہور ۲۵/۶/۵۲

داخلہ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی محکمہ دستکاری لاہور

۱۔ الیکٹرو میکینکس ڈپلومہ کورس (Electro Mechanics Deploma Course) یہ چار سال کا کورس ہے۔ شرائط میٹرک۔ سائنس ڈرائنگ والے کو ترجیح۔ انتخاب بذریعہ امتحان مقابلہ جو انگریزی۔ ریاضی (خصوصاً الجبرا) سائنس و ڈرائنگ میٹرک کے معیار پر

۲۔ ڈائی پریس شیٹ میٹل ورکس ڈپلومہ کورس (Die Press sheet Metal works Deploma course) یہ بھی چار سالہ کورس ہے شرائط کم از کم ورنیکلر فائینل پاس۔ مگر زیادہ قابلیت کو ترجیح

۳۔ ریڈیو میکینکس ڈپلومہ کورس (Radio Mechanics Deploma Course) یہ سہ سالہ کورس ہے۔ کم از کم سائنس والا میٹرک شرط ہے۔

درخواستیں بنام پرنسپل صاحب ۱۰ جولائی ۵۲ء تک مطلوب۔ پراسپکٹس دفتر انسٹیٹیوٹ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ (سول لاہور ۲۲/۶/۵۲)

کمپیوٹروں (Computers) کی اسامیاں

درخواستیں ۱۹ جولائی ۵۲ء تک بنام Surveyor General of Pakistan Governor Generals House Compounds Gate No: 4 Victoria Road, Karachi.

[illegible] ۲/۱۵-۱۲۵-۱۰-۲۲۵ الاؤنس علاوہ شرائط [illegible]

[illegible] (۲۲) (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہماری غرض

"ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ لوگوں کو اس خدا کی طرف راہنمائی کریں جسے ہم نے خود دیکھا ہے۔ سنی سنائی بات اور قصہ کے رنگ میں ہم خدا کو دکھانا نہیں چاہتے۔ بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کر کے دنیا کو خدا تعالےٰ کا وجود منوانا چاہتے ہیں۔ یہ ایک سیدھی بات ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف جس قدر کوئی قدم اٹھاتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس سے زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اس کی طرف آتا ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک معزز آدمی کا منظور نظر عزیز اور واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے۔ تو کیا خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے والا اپنے اندر ان نشانات میں سے کچھ بھی حصہ نہ لے گا۔ جو خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور بے انتہا طاقتوں کا نمونہ ہوں"۔ (ملفوظات)

سالانہ اجتماع - اور - شعبہ خدمت خلق

گذشتہ سالانہ اجتماع ۱۹۵۲ء پر تقریر فرماتے ہوئے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام کو خصوصیت کے ساتھ لائحہ عمل کی تحت شعبہ خدمت خلق کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ اس شعبہ میں ٹھوس کام ہونا چاہیئے۔ اور اس کا طریق حضور نے بتایا تھا۔ پیشہ ور اپنا پیشہ دوسروں کو سکھائیں۔ تا وہ ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ اور یہ ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ چنانچہ صناع اور تجار خدام اجتماع میں موجود تھے۔ انہوں نے حضور سے وعدہ کیا تھا کہ وہ واپس جا کر اپنا فن دوسرے خدام کو سکھائیں گے۔ ان کی فہرستیں تیار کر لی گئی تھیں۔ جن کی بعد میں متعلقہ مجالس کے قائدین کو اطلاع کر دی گئی تھی۔ کہ آپ کی مجلس کے فلاں فلاں خادم نے یہ وعدہ کیا ہے آپ اس کی نگرانی کریں۔ اس ضمن میں صرف مجلس خدام الاحمدیہ خانیوال کی طرف سے اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک زرگر خادم نے ایک دوسرے خادم کو اپنا فن سکھایا ہے۔ اور اب وہ علیحدہ اپنے طور پر کام کر کے اپنا گذارہ کر رہا ہے۔ اس طرح دو غیر از جماعت احباب کو بھی سائیکل کی تجارت کا کام سکھایا جا رہا ہے۔ بقیہ مجالس کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی رپورٹ نہیں آئی۔

جملہ مجالس نوٹ فرمالیں کہ آئندہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر وعدہ کنندگان سے دریافت کیا جائیگا۔ کہ انہوں نے کہاں تک اپنا فرض وعدہ پورا کیا ہے۔ اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دی جائے۔

اس طرح ہر خادم کو ایک نہ ایک ہنر ضرور سیکھنا چاہیئے۔ خواہ کتنا معمولی قسم کا کام کیوں نہ ہو۔ انسان کی حالت ایک ہی قسم کی نہیں رہتی۔ عسر اور یسر کے دور آتے رہتے ہیں۔ پس اگر کسی وقت خدانخواستہ کسی پر تنگی کا زمانہ آجائے۔ تو اگر اس نے کوئی ہنر سیکھا ہوا ہوگا۔ تو وہ اسکے کام آئے گا۔ پس اس طرف ہر خادم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ اس کی آئندہ زندگی میں ہمیشہ کام آنے والی چیز ہے۔

اس اعلان کے ذریعہ خدام الاحمدیہ کو خصوصاً۔ اور دوسرے احباب جماعت کو عموماً توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ خود بھی ہنر سیکھیں۔ اور جو سیکھے ہوئے ہیں۔ وہ دوسروں کو سکھانے میں بخل سے کام نہ لیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ان کے فن میں برکت عطا فرمائے۔

(مہتمم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ یکم وفاء ۱۳۳۳ھ

توہم پرستی

بھارت ہی میں نہیں جہاں ستارہ پرستوں کی بہتات ہے۔ بلکہ پاکستان میں بھی حالیہ "سورج گرہن" کے متعلق طرح طرح کی پیشگوئیاں علم نجوم۔ جوتش وغیرہ کی بنا پر کی گئی ہیں۔ لطف یہ ہے۔ کہ بھارتی سورج گرہن کو بھارت کے لئے سعید اور پاکستان کے لئے منحوس اور پاکستانی اسے پاکستان کے لئے سعید اور بھارت کے لئے منحوس قرار دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علم غیب کی دنیا میں بھی فرقہ دارانہ ذہنیت بری طرح رواج پا گئی ہے۔

ایک مسلمان کے لئے ایسے توہمات پر اعتقاد رکھنا قرآن کریم کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم کی رو سے غلط ہے۔ مسلمان کے لئے واجب نہیں۔ کہ وہ اجرام فلکی میں کوئی اس قسم کی ذاتی تاثیر پر اعتقاد رکھے۔ کہ جس کا معرض وجود میں لانا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ بعض مظہرات کو کسی واقعہ کے نشان کے طور پر خود مقرر کر دے۔ اور اس کا علم اپنے کسی نبی یا ولی کے ذریعہ دے دے۔ ایسی صورت میں کسوف وخسوف یا اور کسی مظہر فلکی کی حیثیت محض ایک نشان کی ہوتی ہے۔ اس کی ذاتی تاثیر نہیں ہوتی۔ مثلاً یہ پیشگوئی کہ مہدی علیہ السلام کے زمانہ کا ایک نشان یہ ہے۔ کہ ماہ رمضان میں سورج اور چاند دونوں کو گرہن لگے گا۔ یہ محض ایک نشان ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے مقرر کیا ہے۔ نہ کہ سورج گرہن یا چاند گرہن کی کسی ذاتی تاثیر کی وجہ سے ایسا ہوا۔ . . . . . .

. . . .

. . . .

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی۔ تو اتفاقاً ان سورج گرہن بھی لگا۔ اکثر صحابہؓ نے وفات کو گرہن کے ساتھ منسوب کیا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی۔ کہ

لا ینخسفان لموت احد ولا لحیاتہ۔

یعنی سورج یا چاند کو کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔

ہمیں امید ہے کہ مسلمان کسی ایسی خرافات کو قابل اعتناء نہیں سمجھیں گے۔ البتہ مسلمان کے لئے گرہن کے دوران میں صلوٰۃ کسوف و خسوف کا حکم ہے۔

کسوف وخسوف کی طبعی وجہ یہ ہے۔ کہ جب چاند سورج اور زمین کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ تو سورج گرہن لگتا ہے۔ اور جب زمین چاند اور سورج کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ تو چاند گرہن ہوتا ہے۔

نہرو لائی ملاقات

چین کے وزیراعظم مسٹر چو این لائی دہلی تشریف لا کر واپس چلے گئے ہیں۔ بھارت کے وزیراعظم سے ان کی کیا درپردہ گفتگوئیں ہوئیں۔ ان کی بھنک ابھی باہر نہیں نکلی۔ بظاہر جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ دونوں ملک باہم دوستی کے تعلقات استوار کرنا اور ایشیائی ممالک کی بہبودی چاہتے ہیں۔ جیسا کہ مسٹر چو این لائی کی الوداعی تقریر سے بھی ہویدا ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ساری دنیا میں امن چاہتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ بڑی اچھی بات ہے۔ چنانچہ مسٹر چو این لائی نے بھارت اور چین کے درمیان جو تبت کے متعلق معاہدہ ہوا ہے۔ اس کے اصول بھی بیان فرمائے ہیں اور جو پہلے ہی سب کو معلوم ہیں۔ یعنی

(۱) ایک دوسرے کے علاقائی استحکام۔ نیز خود مختاری کا احترام (۲) ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کرنا (۳) ایک دوسرے کے داخلی معاملات میں عدم مخالفت (۴) باہمی فائدہ (۵) اور دونوں ممالک کی پُر امن بقا۔

چین اور بھارت ہمسایہ ملک ہیں۔ اور دونوں کی آبادی اور رقبہ بہت زیادہ ہے۔ سائبیریا کو نکال دیا جائے۔ تو دونوں مل کر بقایا ایشیا سے آبادی ہی میں نہیں بلکہ رقبہ میں بھی بڑھ جاتے ہیں۔ چین اب ایک اشتراکی ملک ہے۔ اور روس کے زیر اثر ہے۔ بھارت میں غیر مذہبی آزاد جمہوریت قائم ہے۔ اور وہ مانے نہ مانے زیادہ تر برطانیہ کے ساتھ گہرے تعلقات رکھتا ہے۔ ٹھیک اس وقت جبکہ برطانیہ کے وزیراعظم مسٹر چرچل اور وزیر خارجہ مسٹر ایڈن امریکہ سے گفتگو کرنے گئے۔ مسٹر چو این لائی کی بھارت کے وزیراعظم سے ملاقات معنی خیز ضرور ہے۔ کیونکہ برطانیہ خود چین سے خوشگوار تعلقات کا حامی ہے۔ اور برطانیہ اور امریکہ کی باہمی گفتگو بھی مشرق بعید کے مسائل کے حل معلوم کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے متعلق برطانیہ اور امریکہ کے مابین جو اختلاف ہے۔ اس کی نوعیت بھی ظاہر کرتی ہے۔ کہ چین اور بھارت کے وزراء اعظم کی ملاقات کا برطانوی امریکی بات چیت سے تعلق ضرور ہے۔

خیر یہ تو اونچی سیاست کی باتیں ہیں۔ دہلی کی خبر ہے کہ پنڈت نہرو نے مسٹر چو این لائی سے اپنی گفتگو کے متعلق پاکستان اور کولمبو کانفرنس کو باخبر رکھا ہے۔ مسٹر محمد علی وزیراعظم پاکستان کا کہنا ہے۔ کہ انہیں جو تار کے ذریعہ اطلاع دی گئی ہے۔ اس میں مذاکرات کی تفاصیل سے مطلع نہیں کیا گیا۔ اس سے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ کولمبو کانفرنس کو جو اطلاع دی گئی ہوگی۔ وہ بھی تقریباً ایسی ہی ہوگی۔

سوال یہ ہے۔ کہ مسٹر چو این لائی نے اپنے پیغام میں جو تبت کے متعلق معاہدہ کی شرائط بیان کی ہیں۔ اور اپنی اور پنڈت نہرو کی خواہش ظاہر کی ہے کہ ان شرائط کا اطلاق ایشیا اور ساری دنیا کے موجودہ بین الاقوامی معاملات پر کیا جائے۔ کہاں تک قابل عمل ہے۔ اور آیا یہ خواہش محض پردہ تو نہیں۔ اور آیا یہ دوسری ایشیائی اقوام کے لئے خطرہ کی گھنٹی تو نہیں۔ اور یہ دونوں عظیم ملک ایشیا کے دوسرے ملکوں کو اپنے اپنے زیر اثر علاقوں میں تقسیم کر کے اپنا مطیع و منقاد بنانے کا منصوبہ تو نہیں سوچ رہے۔

اس گفتگو سے دوسرے ممالک کو باخبر رکھنے کے متعلق جو خبریں پہنچی ہیں وہ یہ ہیں۔ کہ بھارت سوا برما اور انڈونیشیا کے کسی ایشیائی ملک کو بھی اس کی پوری تفاصیل سے مطلع نہیں کرنا چاہتا۔ چنانچہ مسٹر محمد علی وزیراعظم پاکستان کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ کم سے کم پاکستان کو ان تمام تفاصیل سے باخبر رکھنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ پنڈت نہرو کئی بار خود پاکستان سے باہم جنگ نہ کرنے کے معاہدہ کی خواہش کر چکے ہیں جس کے جواب میں پاکستان یہی کہتا چلا آیا ہے۔ کہ جب تک دونوں ملکوں میں تنازعات ہیں۔ ایسا معاہدہ ممکن نہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ تقسیم سے لے کر آج تک ان تنازعات کی تفصیل نہ صرف لمبی اور پیچیدہ ہے۔ بلکہ بھارت ان میں مزید الجھنیں پیدا کرتا چلا آیا ہے۔ مشترکہ فوجی سامان اور سٹرلنگ کی تقسیم میں بے انصافی۔ جونا گڑھ وغیرہ پاکستانی ریاستوں اور کشمیر پر جابرانہ قبضہ۔ متروکہ جائیداد کے متعلق بھارت کے یک طرفہ فیصلے اور نہری پانی میں رکاوٹ وغیرہ دسیوں مسائل ہیں جن میں پاکستان کے نقطہ نظر سے بھارت نے صریح بے انصافیوں کو اپنا شعار بنائے رکھا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ جب تک یہ مسائل حل نہ ہوں۔ لائی نہرو خواہش پاکستان کے تعلق تک کیا معنی رکھتی ہے؟

اشتراکی چین ابھی تک یو۔ این او میں شامل نہیں ہوا۔ اور دولت مشترکہ کی تنظیم سے تو اس کا کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ اگرچہ سنا جاتا ہے۔ کہ مشرق بعید کے ممالک کی ایک مزید کانفرنس جس میں چین کو بھی شامل کیا جائے گا۔ ان دانایانِ مشرق کے زیر غور ہے۔ ان باتوں کو برطانیہ کی اونچی سیاست سے جس کا ذکر ہم نے شروع میں کیا ہے۔ الگ کرنا ذرا مشکل ہے۔ اور اگرچہ چین کے وزیراعظم سے تو کچھ کہنا جائز نہیں۔ البتہ ہم برطانیہ سے پوچھتے ہیں۔ جو مشرق بعید میں صلح و امن کی فضا اپنے مفاد کے لئے زیادہ سازگار خیال کرتا ہے۔ اور جس کو اس معاملہ میں ذاتی دلچسپی ہے۔ اور جو دول مشترکہ کا گویا بنیادی پتھر ہے۔ جس میں پاکستان اور بھارت بھی شامل ہیں۔ اور جیسا کہ مسٹر ایڈن نے اپنی پارلیمانی تقریر میں جو انہوں نے امریکہ جانے سے پہلے کی کہا بھی ہے۔ کہ کولمبو کانفرنس کے ممالک کی شمولیت کے بغیر مشرق بعید کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ کیا برطانیہ کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ بھارت اور پاکستان کے باہمی تنازعات کے منصفانہ حل میں وہ اس سے زیادہ دلچسپی لے۔ جتنی کہ اب تک اس نے لی ہے؟ خاص کر اس لئے بھی کہ برطانیہ ہی نے ہندوستان کو دو خود مختار وحدتوں میں تقسیم کیا اور وہ ان شرائط کی تکمیل کا اخلاقاً اور قانوناً ذمہ دار ہے جن شرائط پر یہ تقسیم ہوئی۔ مثلاً کیا یہ اصول نہیں تھا۔ کہ مسلم اکثریت کی ملحقہ ریاستیں پاکستان میں شامل ہوں گی۔ اور کیا نہری پانی کے متعلق یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ کہ سابقہ صورتِ حال قائم رہے گی؟ مگر بھارت نے اپنی طاقت سے ان دونوں اصولوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ کشمیر پر فوجی قبضہ کر لیا۔ اور عین فصل کے موقعہ پر نہروں کا پانی بند کر کے ناجائز داب سے ایک عارضی معاہدہ پر دستخط کروا کر اب اس کو بنیادی چیز بنا لیا ہے۔ جس سے پاکستانی علاقہ کی ایک کثیر اراضی صحرا میں تبدیل ہو جاتی ہے؟

ہمارا تمام تر روئے سخن برطانیہ کی طرف ہے۔ اور اس ضمن میں چین کے وزیراعظم مسٹر چو این لائی سے ہم صرف اتنا کہتے ہیں۔ کہ بے شک بین الاقوامی سیاست اور چین کے موجودہ حالات مقتضی ہیں۔ کہ وہ بھارت سے ہی نہیں بلکہ برطانیہ سے بھی خوشگوار تعلقات کے لئے معاہدے کرے۔ کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن اگر چین کی حقیقی خواہش ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

اسلام دنیا کی مشکلات کا کیا حل پیش کرتا ہے

بین الاقوامی اسلامی اقتصادی تنظیم کے اجلاس میں

چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا خطبۂ صدارت

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر اسی خیال کا ذکر فرمایا ہے۔

نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوٰۃ الدنیا و رفعنا بعضھم فوق بعض درجٰت لیتخذ بعضھم بعضاً سخریا و رحمۃ ربک خیر مما یجمعون (پ ۲۵)

یہاں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ مادی انعام اور عدم مساوات کی وجہ سے بنی نوع انسان کے مختلف طبقات اس بات پر مجبور ہیں کہ وہ اس مقصد کے حصول کے لئے مل کر باہمی تعاون سے کام کریں۔ جس کے لئے انسان اور ساری کائنات معرض وجود میں لائی گئی ہے۔

لیکن زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح اسلام نے یہاں بھی کچھ پابندیاں عائد کی ہیں۔ اگرچہ مسابقت اور رقابت کا جذبہ انسان کی ترقی اور اس کی پیدائش کی غرض پوری کرنے کے لئے ضروری ہے۔ پھر بھی اگر اس پر کچھ پابندیاں اور حد بندیاں عائد نہ کی جائیں۔ تو یہی مسابقت کی روح ایک دوسرے سے مقابلے کا جذبہ ناانصافی پیدا کرنے کا موجب بن جائے گا اور ظلم اور تشدد کا رنگ پکڑے گا۔ اس لئے اسلام نے اس پر پابندیاں لگا دی ہیں تاکہ اس کا مفید پہلو برقرار رہے۔ اور اس کے تمام نقصان رساں عناصر ختم ہو جائیں۔ ان پابندیوں کا بڑا مقصد اور مدعا جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے۔

کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم

یعنے دولت صرف مالدار طبقے میں تقسیم ہونے تک ہی محدود نہ رہ جائے۔

یہ مقصد اجارہ داریاں اور ضرورت سے زیادہ منافع اندوزی ختم کرنے اور زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے دولت کی وسیع پیمانے پر تقسیم کے اسلامی احکام پر عمل کرنے کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی قانون وراثت اور قرض دیئے ہوئے روپے پر سود لینے کی ممانعت کے ذریعے بھی دولت کو زیادہ سے زیادہ پھیلا دیا گیا ہے۔ اس طرح دولت کے چند آدمیوں کے ہاتھوں میں جمع رہنے کا کوئی امکان نہیں رہا۔

اب اگر خالصتاً اقتصادی پہلو کو لیا جائے۔ تو بھی ہمیں نظر آتا ہے کہ اسلام کے نزدیک اقتصادی مسئلے اور دولت پیدا کرنے میں دو فریق یعنے سرمایہ دار اور مزدور ہی نہیں بلکہ تین فریق ہیں۔ تیسرا فریق اجتماعی حیثیت میں قوم ہے۔ اسلام کے نزدیک دولت حاصل کرنے کے اصل ذرائع یعنے زمین اور اس کے تمام خزانے سورج ہوائیں جو بادلوں کو پیاسی کھیتیوں کی طرف اڑا کر لے جاتی ہیں۔ اور زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی ہے نہ کہ کسی خاص فرد یا کسی خاص طبقے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض و انزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم و سخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ و سخر لکم الانھٰر و سخر لکم الشمس والقمر دآئبین و سخر لکم اللیل والنھار

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ و لتبتغوا من فضلہ و لعلکم تشکرون۔ و سخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض جمیعاً ان فی ذالک لاٰیٰت لقوم یتفکرون

یہ صحیح ہے کہ اسلام نجی ملکیت تسلیم کرتا اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ لیکن یہ ملکیت حقیقی ملکیت نہیں۔ حقیقی مالکیت اور ہر چیز پر حقیقی حکومت خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کسی املاک پر انسان کا قبضہ ایک قسم کی امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ساری قوم کی طرف سے اس کو دی ہے۔ یہ امانت اس شخص کے حقوق ملکیت اور اس کے استعمال کے حق کو محدود کر کے اس پر پابندیاں عائد کرتی ہے۔

اسلام پیداوار کی تقسیم میں سرمایہ اور محنت کے حصوں کی تعیین کرنے پر ہی اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ قوم کے لئے اجتماعی حصہ الگ کیا جائے۔ اگر یہ حصہ الگ نہیں کیا جاتا۔ اور پیداوار کی ساری دولت صرف سرمایہ دار اور مزدور میں تقسیم کر دی جاتی ہے۔ تو یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک ایسی چیز پر بیجا تصرف کا مرتکب ہوتا ہے۔ جس پر اس کا حق نہیں ہے۔ اور قوم کے ضرورت مند اور مستحق طبقے کو اس کے حق سے محروم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اجتماعی بہبود اور ترقی کے اہم ذرائع سے قوم محروم ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا

یہ ایک حکم ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تمام جمع شدہ دولت کمائی ہوئی دولت اور پیداوار پر قوم کی طرف سے ایک ٹیکس لگایا جائے۔ جو ایک طرف تو ان کے مال کو پاک کرے۔ جن کے ذمہ اس ٹیکس کی ادائیگی ہے۔ اور دوسری طرف ساری قوم کی بہبود کا انتظام کرے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پہلو پر زور دیتے ہوئے اس کی یوں تشریح کی ہے۔

صدقۃ توخذ من اغنیائھم و ترد الیٰ فقرائھم

یہ ایسا صدقہ ہے جو دولت مندوں پر لگایا جاتا ہے۔ اور ان سے لے کر غریبوں کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔

یہ ایک قانونی ذمہ داری ہے۔ اور اس پر عمل کرنا لازمی ہے۔ لیکن اسلام اسی پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اخلاقی ذمہ داریوں کو اور آگے لے جاتا ہے۔ اسلام نے اخلاقی کرداروں پر اس قدر زور دیا ہے۔ کہ کسی قانونی ذمہ داری کے مقابلہ میں اس کا اثر بہت زیادہ ہے۔ قانونی ذمہ داری مقررشدہ رقم کی ادائیگی کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے لیکن اخلاقی ذمہ داری ایک مسلسل ذمہ داری ہے۔ اور اس پر مسلسل اور لگاتار عمل کی ضرورت ہے:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و فی اموالھم حق للسائل والمحروم

یعنے ان کے مال پر سوال کرنے اور اپنی ضروریات کا اظہار کرنے والوں اور بے زبانوں کا حق ہے بے زبانوں میں وہ لوگ بھی آ جاتے ہیں جو اپنی ضرورت کا اظہار نہیں کرتے۔ اور جانور وغیرہ بھی اسی حکم کے تحت آتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اٰت ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ذالک خیر للذین یریدون وجہ اللہ واولئٰک ھم المفلحون

یہاں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے رشتہ داروں ضرورت مندوں مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کیا کریں۔ اور اس کے جواز میں مسلمان کو بتایا گیا ہے کہ اس طرح اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ اور یہ اس کی نجات اور فلاح کا باعث ہوگا۔

اس ذمہ داری کو مسلسل پورا کرتے رہنے کی صرف ایک حد مقرر کی گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ کوئی شخص اس بات کی طرف اتنی توجہ نہ دے۔ جس کی وجہ سے وہ خود محتاج ہو جائے یا پھر جن لوگوں کی مدد کی جاتی ہے۔ وہ کاہل یا سست نہ ہو جائیں۔ اور اس طرح معاشرے پر ایک بوجھ نہ بن جائیں۔ (باقی)

اعلان دارالقضاء

ڈاکٹر محمد رمضان صاحب کی درخواست پر فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ مستری محمد الدین صاحب ولد مستری محمد رمضان صاحب مرحوم مبلغ ۳۰۰/۷/۳ روپے ڈاکٹر صاحب موصوف کو بمشت بلا تاخیر ادا کریں۔ چونکہ مستری صاحب مذکور کو بطریق معمولی اطلاع نہیں ہو سکی اس لئے بذریعہ اعلان ہذا انہیں اطلاع دی جاتی ہے۔ میعاد اپیل ایک ماہ ہے۔

(ناظم قضا سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ

جامعہ نصرت ربوہ میں داخلہ

جامعہ نصرت۔ فرسٹ ایر آرٹس کا داخلہ ۲۶ جون سے شروع ہو کر ۶ جولائی تک جاری رہے گا اور اس کے بعد لیٹ فیس کے ساتھ کالج میں آرٹس کے تمام مضامین پڑھانے کا انتظام ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ اپنی بچیوں کو مرکز میں تعلیم دلوائیں۔ تاکہ وہ اعلیٰ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ کالج کے ساتھ ہوسٹل کا بھی انتظام ہے۔ پراسپیکٹس و فارم داخلہ پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ کو لکھ کر منگوائے جا سکتے ہیں۔

(ڈائریکٹر جامعہ نصرت)

کیا کسی شہری کی احتیاطی نظر بندی جائز ہے؟

پاکستان کے وزیر قانون مسٹر بروہی کا تجزیہ

انگلستان کی لیبر پارٹی کے سابق چیئرمین، مسٹر ہیرلڈ لاسکی نے لیگ آف نیشنز کی ناکامیابی کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ لیگ کے متعلق یہ غلط اطمینان پیدا ہو گیا تھا۔ کہ وہ رکن اقوام کے رجحانات اور مفادات سے غیر متعلق ہو کر کام کر سکتی ہے، مگر ارکن اقوام کے اندرونی اختلافات نے لیگ کے دائرۂ عمل کو اتنا محدود کر دیا۔ کہ وہ ان تمام توقعات کو پورا نہ کر سکی۔ جو دنیا والوں نے اس سے وابستہ کر رکھے تھے۔ لاسکی کا یہ خیال ہر ایسے تنہا ملک پر بھی صادق آتا ہے۔ جس میں کئی اچھی منظم سیاسی جماعتیں حصولِ اقتدار کی کوشش میں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں ہوں۔ کیونکہ ایسے ملک میں اندرونی کشمکش مملکتی اختیار (State Power) کے دائرۂ عمل کو محدود بنا دیتی ہے۔ اور حکومت کے اہم فیصلوں کے برسرِ عمل آنے کو مشکوک کر سکتی ہے۔ جس طرح رکن اقوام کا اپنی خود مختار حیثیتوں کو جزوی طور پر ایک مشترک بین الاقوامی ضمیر میں مدغم کر دینا ہی لیگ آف نیشنز کو مکمل بربادی سے بچا سکتا تھا۔ بالکل اسی طرح ایک منفرد ملک کی آزادی بھی صرف اس وقت تک قائم رہ سکتی ہے۔ جب تک اس میں اساسی مسائل پر سیاسی آدار بالکل متحد رہیں۔ یہ اتحاد ان ممالک میں قدرتی طور پر موجود رہتا ہے۔ جن میں سیاسی پختگی پیدا ہو چکی ہے لیکن ان نیم ترقی یافتہ قوموں میں جو سیاستدانوں کی توجہ کے فروعی معاملات پر ضائع ہونے کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔ اس اتحاد کو مصنوعی طور پر پیدا کرنا پڑتا ہے۔ نیم ترقی یافتہ قوموں کے پاس خاص طور پر بین الاقوامی بحران (International crisis) کے دوران میں اطمینان اور بے خوفی کا عرصہ اتنا طویل نہیں ہوتا۔ کہ وہ قومی ترقی سے گریز کرنے والوں (Diversionists) کے ملکی بہبود کے لازمی منصوبوں میں بلا ضرورت رخنہ اندازی کے تعیش کو برداشت کر سکیں۔ روس میں اس قسم کے گریز کرنے والوں کے لئے موت کی سزا مقرر ہے۔ چنانچہ بیریا (Beria) کو بھی اسی جرم کی پاداش میں گولی سے اڑا دیا گیا۔ جمہوری ممالک میں اس جرم کی سزا ملک کے سیاسی تقاضوں کے مطابق دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگرچہ عام حالات میں جمہوری نظام ہر فرد کو مکمل آزادی دیتا ہے۔ لیکن جب بین الاقوامی ماحول سازشوں سے چور ہو جائے۔ تو خیالات پر بھی پہرہ بٹھا دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ کسی خطرناک خیال کے عمل میں تبدیل ہو جانے سے ملک کو ایسا صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جس کی بعد میں کسی صورت بھی تلافی ممکن نہیں۔ چنانچہ آسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ ترکی۔ مصر اور ایران میں اشتراکیت کے ایک غیر قانونی نظریہ ہونے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اور امریکہ میں سینیٹ کی منفرد کمیٹی غیر امریکی کارروائیوں پر نگرانی رکھنے والی کمیٹی

Un-American Activities Sub Committee

لوگوں کے ذہنی عادات و اطوار پر ایک کڑی نظر رکھتی ہے۔ بیسویں صدی کے اندر کی الجھی ہوئی معاشرتی زندگی نے جمہوریت کی بے فکر آزاد خیال اور والہانہ انداز رکھنے والی دیوی کو بھی خود حفاظتی تدابیر اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اور اسے حفظ ما تقدم کے طور پر عمل سے پہلے یعنی فکر کی منزل پر ہی لوگوں کے چال چلن کی روک تھام کرنا پڑ گئی ہے۔ یہ غیر معمولی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے غیر معمولی روک تھام کا استعمال ان جولانیٔ طبع حضرات کو گراں گزرا ہے۔ جنہوں نے جمہوریت کی بے فکری اور آزاد خیالی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کا دنیا سے نام و نشان ہی مٹا دینے کا خفیہ منصوبہ تیار کر رکھا تھا۔ چنانچہ آج کل پاکستان میں احتیاطی نظر بندیوں پر بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے لوگ اور اخبارات سخت چیں بجبیں ہیں اور اس کو غیر جمہوری طریق گردان رہے ہیں۔ گویا ان کو یہ گلہ ہے، کہ جمہوریت اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرنے سے کیوں انکار کر رہی ہے۔ کم و بیش ایک ہفتہ گزرا۔ راقم الحروف نے مری میں پنڈی پوائنٹ کی مرتفع سطح پر واقع عالیشان کوٹھی مون ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں ملک کے مایۂ ناز قانون دان اور ماہر دستوریات مسٹر اے کے بروہی سے استفسار کیا،

"کیا ایک جمہوری نظام میں احتیاطی نظر بندی جائز ہے؟"

ماہر قانون نے جس کا چشمہ اور نیم جلد لاسر اس کے فلسفے میں شغف کی شہادت دے رہے تھے۔ اپنی میزبان بیگم کرنل علی نواز کو چائے بنانے کی ہدایت دیتے ہوئے کہا، کہ "عام اصول تو یہی ہے، کہ کسی شخص کو اس وقت تک اس کی آزادی سے محروم نہ کیا جائے۔ جب تک یہ اطمینان نہ کر لیا جائے، کہ وہ مواد جس کی بنا پر آزادی کا انقطاع عمل میں لایا جانے والا ہو۔ غیر جانبدارانہ عدالتی جانچ پڑتال کا متحمل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس اصول سے انحراف اس ملک میں جائز ہے۔ جو ہنگامی حالات سے دوچار ہو۔ خواہ وہ حالات کسی دوسرے ملک کے ساتھ جنگ ہو جانے سے پیدا ہوئے ہوں۔ یا اندرونی بغاوت کے ڈر سے۔ گذشتہ دو عالمی جنگوں کے درمیان تقریباً ہر مہذب ملک میں احتیاطی نظر بندی رائج رہی ہے۔ ہندوستان میں بھی جنگ کے پیدا کئے ہوئے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے پارلیمنٹ نے احتیاطی نظر بندی سے متعلقہ قوانین پاس کئے۔ پاکستان میں یہ قوانین جوں کے توں قائم رہے۔ صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں نے کئی ترامیم کے ذریعے ان قوانین کے سلسلہ کو قائم رکھا۔ پاکستان میں ہنگامی حالات اب تک قائم ہیں۔ ان حالات کا اعلان دفعہ ۱۰۲ کے ماتحت قائد اعظم مرحوم نے خود کیا تھا۔ اور اسے اب تک واپس نہیں لیا گیا ہے۔ پاکستان کی نئی مملکت کو جو ہندوستان کی تقسیم کے باعث وجود میں آئی۔ ایسے مشکل اور پیچیدہ مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی تھی۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک قانون ساز اسمبلیاں انتظامیہ کو ایسے غیر معمولی اختیارات سے مسلح کرتی رہیں گی۔ جن کی مدد سے وہ ملک کی سالمیت اور بقا کی نگہداشت کر سکے۔"

مسٹر بروہی نے فرمایا، یہ امر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان قدرتی حدود موجود نہیں ہیں۔ اور اس وجہ سے بھی اس ملک میں تخریب پسند عناصر کے مقابلہ کرنے کا مسئلہ ایک غیر معمولی نوعیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس لحاظ سے بھی اس ملک میں احتیاطی نظر بندی کے اصول کی حمایت کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر پاکستان ان غیر معمولی حالات سے دوچار نہ ہوتا تو بھی ایسے مواقع پیدا ہو سکتے تھے، کہ کسی ناپسندیدہ شخص پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلانا معاشرہ کے لئے تباہ کن ہوتا ایسے مقدمے کے دوران میں جو الزامات لگائے جاتے ان سے بین الاقوامی الجھاؤ پیدا ہو سکتا تھا۔ جاسوسوں اور اسی قسم کے دوسرے مجرموں پر چلائے ہوئے مقدموں کے درمیان جو شہادت پیش ہو سکتی ہے۔ ان میں وہ بیرونی طاقتیں بھی ضرور باخوذ ہو جائیں گی۔ جنہوں نے ان جاسوسوں کو اپنا آلۂ کار بنایا ہے۔ لہٰذا اس قسم کے مقدموں کی سماعت بند کمرے ہی میں ہو سکتی ہے۔ لیکن ان مقدموں کا بند کمروں میں ہونا بھی خفیہ واقعات کو مشتہر ہو جانے سے نہیں روک سکتا۔ ایک طرف اس امر کا امکان ہوتا ہے، کہ گواہ مقدمہ ختم ہو جانے کے بعد حلفِ راز داری کا احترام کرنا بند کر دیں۔ اور دوسری طرف اس بات کی بھی کوئی پکی ضمانت نہیں ہوتی؛ کہ عدالت کے ادنیٰ ملازمین اپنا منہ بند رکھیں گے۔ لہٰذا احتیاطی نظر بندی ہی اس قسم کے مجرموں کا مقابلہ کرنے کا واحد ذریعہ رہ جاتا ہے۔

پاکستان کے وزیر قانون نے فرمایا۔ احتیاطی نظر بندی کے خلاف صرف یہی ایک دلیل پیش کی جا سکتی ہے۔ کہ اس کے استعمال میں انتظامیہ اپنے ہاتھوں میں عدالت جیوری اور فیصلوں پر عملدرآمد کرانے والے حکام تینوں کے اختیارات لے بیٹھتی ہے۔ اور اس لئے ان اختیارات کے غلط استعمال کا احتمال ہے۔ لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ کسی اختیار کے غلط استعمال کا خطرہ اس اختیار کو ختم کر دینے کے لئے جواز مہیا نہیں کرتا۔ خصوصاً اس حالت میں جبکہ ان نتائج کے پیدا کرنے کا کوئی اور طریقہ موجود نہ ہو۔ جن کو ظہور میں لانے کے واسطے اس اختیار کے تصور نے انسانی ذہن میں جنم لیا۔ لہٰذا احتیاطی نظر بندی کے حق میں ایک ناقابلِ تردید دلیل یہ ہے۔ کہ اس کا کوئی بدل موجود نہیں۔ اور یہ دلیل اتنی وزنی ہے۔ کہ تمام مخالف دلائل پر غالب آ جاتی ہے۔ دلبستانی (Academic) نوعیت کے دلائل کی مدد سے احتیاطی نظر بندی کی ضرورت کے بنیادی سوال کو پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا۔

مسٹر بروہی نے کہا۔ کہ پارلیمنٹ متعلقہ وزیر سے یہ معلوم کرنے کا حق رکھتی ہے۔ کہ کتنے اشخاص کے خلاف احتیاطی نظر بندی کا قانون استعمال کیا گیا۔ اور اگر ایوان میں بحث کے دوران یہ واضح ہو گیا۔ کہ نظر بندیوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے۔ کہ وزیر متعلقہ کے پاس ان کو ضروری ثابت کرنے کے لئے مناسب وجوہ موجود نہیں ہیں۔ تو مجھے یقین ہے۔ کہ وزیر متعلقہ خود ایوان کے سامنے اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنے کا وعدہ کرے گا۔ اگر احتیاطی نظر بندی کے جواز کی جانچ پڑتال کرنے کے حق سے عدلیہ کو محروم کیا جاتا ہے۔ تو پارلیمنٹ کو انتظامیہ کے طرزِ عمل کی نگران ہے۔

(باقی ملاحظہ ہو صفحہ ۸ پر)

احراری لیڈروں کے خلاف مقدمے واپس لینے کا فیصلہ خود مسٹر دولتانہ کی تحریک پر کیا گیا تھا

یقین دہانی کے بعد احرار نے قابل اعتراض تقریروں کا ایک اور سلسلہ شروع کر دیا!

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

(گزشتہ سے پیوستہ)

۱۷ جولائی کو مسٹر قربان علی خان کے خیال میں حکومت کو اپنا یہ فیصلہ بدلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ امن و امان برقرار رکھا جائے گا جس بات سے بھی نقض امن کا اندیشہ ہو۔ اس کی سرکوبی ہونی چاہیئے اور پوری قوت سے۔"

ہوم سیکرٹری نے اس جملے کے ساتھ نوٹ آگے بڑھا دیا کہ احرار الگ تھلگ کئے جا رہے ہیں۔ اور مسٹر دولتانہ نے ۲۸ جولائی کو اس پر دستخط کر دیے۔

حکومت کی ناکامی!

ہوم سیکرٹری کا یہ نوٹ کہ احرار نے انہیں الگ تھلگ کر دینے کی پالیسی کے اثرات محسوس کرنے لگے تھے۔ ہمیں یہ حقیقت یاد دلاتا ہے کہ حکومت نے کبھی ان کے الگ تھلگ ہونے کو سنجیدگی سے دیکھا۔ اور نہیں تمام پارٹیوں کے علماء کا کنونشن طلب کرنے کی اجازت دی۔ تاکہ ان کے الگ تھلگ رہنے کی یکسانی دور ہو جائے۔ اس کا اندازہ پہلے ہی سے لگا لینا چاہیئے تھا۔ کہ احرار اس حصار سے نکلنے کی ہر امکانی کوشش کریں گے جو حکومت نے ان کے گرد بنایا تھا۔ اور اس صورت میں امتناعی احکام کی خلاف ورزی کر کے کنونشن منعقد کرنے کی اجازت دینا دانشمندی کے منافی تھا۔ ستاون ایک گڑھا تھا۔ لیکن اب انہوں نے اسے ایک مذاق بنا لیا تھا۔ کنونشن کی اجازت دینے کا بظاہر یہ مقصد تھا۔ کہ اجلاس سے پہلے ہی علماء سے سلسلہ جنبانی کر لی جائے۔ اور انہیں ترغیب دی جائے کہ وہ تشدد کے خلاف تقریریں کریں۔ ڈائرکٹر تعلقات عامہ مسٹر نور احمد کہتے ہیں۔ کہ وزیر اعلیٰ نے خاص طور پر ان سے کہا تھا۔ کہ وہ مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری۔ مولانا محمد بخش مسلم اور مولانا غلام مرشد سے بات کریں۔ اور ان کو یہ سمجھایا گیا کہ "کنونشن کی فضا میں" یہ مولانا "مطلوبہ نہج" پر فیصلے نہیں کر سکتے لیکن وزیر اعلیٰ کو اگر فیصلوں سے دلچسپی تھی۔ جیسا کہ انہیں ہونا چاہیئے تھا۔ تو یہ ایک عجیب و غریب بات ہے۔ کہ نہ تو میر نور احمد نے انہیں اطلاع دی۔ کہ سلسلہ جنبانی ناکام رہی ہے اور نہ میر نور احمد سے اس کی وجہ دریافت کی گئی۔ ان مولویوں نے تحریک میں سرگرمی سے حصہ لینا شروع کر دیا۔ اور اکتوبر ۱۹۵۲ء میں محکمہ اسلامیات نے ان سرگرمیوں کو سختی سے نظر انداز کر کے انہیں معاوضہ دے کر لیکچر دینے کے لئے منتخب کر لیا۔

مسٹر دولتانہ نے کہا۔ کہ ان کی پالیسی یہ نہیں تھی۔ کہ اس کنونشن میں شرکت کرنے کے سلسلے میں علماء کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہ فیصلہ ۵ جولائی کو افسروں کی کانفرنس میں کیا گیا تھا، لیکن فائیل نمبر ۹۴ ۱۹۲۰ دیکھنے کے بعد انہوں نے تسلیم کیا کہ ۵ جولائی کو انہوں نے ذیل کا نوٹ لکھا تھا۔

"یہ کنونشن درحقیقت حکومت کے نقطہ نظر سے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں شرکت کا ارادہ کرنے والوں سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا ڈائرکٹر تعلقات عامہ سلسلہ جنبانی کر کے انہیں اس بات پر راضی کر لیں کہ وہ تشدد اور قانون شکنی کی مذمت کریں گے۔"

لیکن کنونشن کے متعلق یہ جملے اس وجہ سے لکھے گئے تھے۔ کہ ہوم سیکرٹری نے اپنے نوٹ میں احرار کو الگ تھلگ کرنے "کا ذکر کیا تھا۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ دو نوں موقف متضاد ہیں۔ لیکن کنونشن کے مفید ہو سکنے کی رائے اگر دیانتداری سے قائم کی گئی تھی تو ہم اسے سنگین نہیں سمجھتے۔ اور اس معاملے میں دیانتداری کے ساتھ دو آراء ممکن ہیں۔

مقدموں کی ناجائز واپسی

اب ہم ڈپٹی انسپکٹر جنرل مسعود محمود، اختر علی خان اور مولانا مظہری کی ملاقات کا دوبارہ ذکر کریں گے یہ بات دیکھی جا سکتی ہے کہ احرار معافی مانگنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اور وہ چاہتے تھے کہ انہی کی شرطوں پر حکومت امتناعی احکام اور مقدمے واپس لے۔ وہ تقریریں کرتے رہیں گے۔ لیکن تقریریں ایسی نہیں ہوں گی۔ جن سے بجائے خود نقض امن کا اندیشہ ہو۔ یعنی کم از کم بالواسطہ طور پر یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ ان کی اس وقت کی تقریروں میں یہ خصوصیت موجود تھی۔ اس کے علاوہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے نوٹ میں یہ اندیشہ بھی نظر آتا ہے کہ امن و امان قائم رکھنے کے سلسلے میں حکومت اپنا فیصلہ بدل دے گی۔ لیکن مسٹر انور علی کا اندیشہ جلد ہی صحیح ثابت ہوا۔ ہم ابھی احرار سے سمجھوتے کا خیال نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ ہماری مراد ۱۴ یا ۱۵ جولائی کو گوجرانوالہ میں مقدمے واپس لینے سے ہے۔ ان کے بارے میں سوال کرنے پر مسٹر دولتانہ نے کہا۔ کہ یہ محض ایک ضابطے کا فیصلہ تھا۔ جو مسٹر دولتانہ نے احرار رہنماؤں کے بارے میں کیا تھا جو ایسے ہی الزامات پر سرگودھا میں سزا پا چکے تھے۔ مثلاً کوئی شخص اگر ذیب دہی کے ایک جرم کا ارتکاب سرگودھا میں اور دوسرے کا گوجرانوالہ میں کرتا ہے۔ تو گوجرانوالہ کے مقدمے کو واپس لینے کو ضابطہ کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کا کوئی جواز نہیں ہو گا۔ کوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اگر ایسی بھانت تجویز پیش کرتا ہے۔ تو اس سے کہہ دینا چاہیئے۔ کہ یہ احمقانہ ہے دوسرے یہ فیصلہ چھ افراد سے متعلق تھا جن میں سے صرف دو کو سرگودھا میں سزا دی گئی تھی جب یہ بات مسٹر دولتانہ کے علم میں لائی گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ انہیں یاد نہیں پڑتا۔ کہ انہوں نے افسروں کی ۵ جولائی کی کانفرنس میں شرکت کی تھی یا نہیں۔ جس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کیونکہ پالیسی کے کسی معاملے پر بحث نہیں ہوئی تھی۔ لیکن ان کی توجہ ہوم سیکرٹری کے ۱۸ جولائی کے اس نوٹ پر مبذول کرائی گئی۔

"گوجرانوالہ کا مقدمہ کل واپس لیا گیا میں نے وزیر اعلیٰ سے اپنی ملاقات کے فوراً بعد اکو ڈپٹی کمشنر کو بلایا۔ اور ۱۶ کو جب وہ مجھ سے ملنے آئے۔ تو میں نے انہیں حکومت کا فیصلہ بتایا۔"

انہوں نے (مسٹر دولتانہ) نے کہا کہ وہ مقدموں کی واپسی پر ضرور راضی ہو گئے ہوں گے مسٹر دولتانہ نے کہا۔

"میرا تاثر یہ ہے کہ یہ لوگ صرف اس لئے گرفتار کئے گئے تھے کہ انہوں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کر کے ایک جلسے میں شرکت کی تھی۔ اور چونکہ شہر میں نہایت زیادہ جوش و خروش تھا۔ اس لئے گوجرانوالہ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ہوم سیکرٹری سے سلسلہ جنبانی کی ہے"

اگر یہ تشریح صحیح ہو تب بھی مسٹر انور علی کا یہ اندیشہ صحیح ثابت ہوا کہ ممکن ہے کہ حکومت اپنا فیصلہ بدل دے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس رپورٹ کے تیسرے حصے میں ہم دیکھ چکے ہیں۔ کہ تجویز گوجرانوالہ سے پیش کی گئی تھی۔

کنونشن کا نتیجہ

جس دن مقدمے واپس لینے کا فیصلہ کیا گیا تھا اسی روز مسٹر قربان علی خان نے ایک نوٹ لکھا۔ کہ علماء کے کنونشن کا عوام پر بہت خراب اثر پڑا ہے احرار نے مذہبی مسائل پر ان کے جذبات مشتعل کر کے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ اور اب حکومت اور احرار کے درمیان ایک دوڑ ہو رہی ہے۔ اور حکومت کو آگے بڑھنا اور وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے" ہوم سیکرٹری نے بھی یہی باتیں لکھیں اور مسٹر دولتانہ نے ۱۶ جولائی کو یہ فائیل دیکھی۔ سرکاری وکیل نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ان نوٹوں کی موجودگی میں جن سے یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ صورت حال کے متعلق ان افسروں کے جذبات بہت شدید تھے۔ وہ اب بھی اصرار کریں گے کہ مقدموں کے واپس لینے کا ان سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مسٹر دولتانہ نے جواب دیا کہ یہ فائل صرف ان کی اطلاع کے لئے ان کے پاس گئی تھی۔ اور مقدموں کی واپسی کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس پر ان کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرائی گئی۔ کہ اسی فائل میں انسپکٹر جنرل کا ۱۶ جولائی کا یہ نوٹ موجود ہے۔ کہ اس موضوع پر گذشتہ روز کی کانفرنس میں بحث کی گئی تھی۔

دوسرے الفاظ میں مسٹر قربان علی خان کے ۱۴ جولائی کے نوٹ کے موضوع پر ۱۵ جولائی کو وزیر اعلیٰ سے تبادلہ خیالات کیا گیا تھا۔ اس پر مسٹر دولتانہ راضی ہو گئے۔ کہ وہ کانفرنس میں ضرور موجود رہے ہوں گے۔ اس سوال کا جواب دینا اب بھی باقی ہے کہ جن افسروں کی رائے اتنی سخت تھی۔ وہ مقدمہ واپس لینے پر راضی نہیں ہو سکتے تھے۔ اس بات کا یقین کرنا ناممکن ہے۔ کہ کا غذیہ تو مسٹر قربان علی خان

احرار کی اس فتح پر بہت زیادہ برہم تھے۔ جو کنونشن کے ذریعہ انہوں نے حاصل کر لی تھی اور انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا۔ کہ وہ دوڑ میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتی رہے۔ اور وقت ضائع نہ کرے۔ لیکن کانفرنس میں انہوں نے مسٹر دولتانہ کو مشورہ دیا کہ وہ مقدمے واپس لے لیں۔ کیونکہ عوام بہت پریشان ہیں۔ کیونکہ کچھ بھی ہو انہوں (احرار) نے صرف ایک حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ بہر نوع ایک جمہوری نظام میں حکومت کے ہر حکم میں بالواسطہ طور پر یہ شرط موجود رہتی ہے۔ کہ اس پر عملدرآمد سے عوام کے جذبات مشتعل نہیں ہوں گے۔ ہمارے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ ایک پولیس افسر کی حیثیت سے مسٹر قربان علی خان کو یہ فکر نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ مقدمہ چلانے کی کارروائی کو ایسے لوگوں کے سامنے حق بجانب ثابت کریں۔ جنہوں نے جمہوری نظام حکومت تسلیم کر لیا ہے۔ اسلئے کانفرنس میں یہ فیصلہ ضرور خود مسٹر دولتانہ کی تحریک پر ہوا ہوگا

احرار کی یقین دہانی

اب ہم "یقین دہانی" پر آتے ہیں۔ اس کا سب کو علم ہے۔ بعض احرار راہنماؤں نے وعدہ کیا۔ کہ وہ تشدد کی مذمت میں ایک بیان دیں گے۔ اور اس کے بدلے میں مسٹر دولتانہ امتناعی احکام اور مقدمے واپس لے لیں گے۔ مسٹر دولتانہ کہتے ہیں کہ انہوں (احرار) نے ان سے کہا۔ کہ ان کا ارادہ قانون شکنی کا نہیں ہے۔ لیکن تحریک ان کے لئے جزو ایمان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور ان کو حق تھا۔ کہ وہ اسے عوام کے سامنے آئینی طور پر رکھیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ انہیں یقین تھا کہ احمدیوں کی جائداد اور ان کی عزت کی حفاظت کرنا ان کا سیاسی اور مذہبی فرض ہے۔ یہ بات کبھی نہیں کہی گئی تھی۔ لیکن طے تھی۔ کہ امتناعی احکام کی واپسی کے بعد وہ معمول کے مطابق اپنی سیاسی سرگرمیاں جاری رکھیں گے لیکن کوئی ایسی کارروائی نہیں کریں گے۔ جس سے امن و امان کو نقصان پہونچے۔ ہمارے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر دولتانہ نے کہا۔ کہ جہاں تک ان کا تعلق ہے بالواسطہ طور پر یہ ایک طے شدہ بات تھی کہ ماضی میں احرار کی سیاسی سرگرمی کے ساتھ متشددانہ سرگرمیاں بھی ہوتی رہی تھیں۔ لیکن انہیں یقین نہیں تھا کہ احرار بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے اس سے پہلے کہا تھا کہ احرار نے وعدہ کیا۔ کہ وہ امن قائم رکھیں گے۔ لیکن انہوں نے اپنے طور طریقے ٹھیک کرنے کا وعدہ نہیں کیا۔

احرار نے اپنے بیان میں کہا کہ نہ تو ماضی میں کبھی نقض امن کے ذمہ دار تھے۔ اور نہ آئندہ ان کا اس طرح کی سرگرمیاں چلانے کا ارادہ ہے۔ اس طرح ہم مسٹر انور علی کے اصرار پر دو بار پیچھے جاتے ہیں۔ جو انہوں نے معافی کے سلسلے میں کیا تھا۔ اور مولانا سرحدی نے اصرار کیا تھا۔ کہ معافی کا کوئی جواز نہیں ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ حسن و قبح پر وقت صرف نہیں کرنا چاہئے۔ مسٹر انور علی کے سوا تمام افسر مختلف اسباب کی بناء پر اسبات پر متفق تھے۔ کہ ان حالات میں یہ بہترین کارروائی ہے۔ مسٹر قربان علی خان نے کہا کہ اس کے بعد احرار پر یہ نکتہ چینی کی جائے گی کہ وہ جیل کو ناپسند کرتے ہیں۔ حافظ عبد المجید نے کہا کہ ایک منتظم کی حیثیت سے وہ انہیں ایک موقعہ دیں گے۔ مسٹر غیاث الدین نے کہا کہ ایک مذہبی سوال پر ایک امتناعی حکم زیادہ دن تک مؤثر نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مسٹر دولتانہ پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکے ہیں۔ اور جب کانفرنس میں اسے رکھا گیا تو ہر شخص اس پر راضی ہو گیا

مسٹر انور علی نے کہا کہ یہ مقدمہ چلانے کا خوشگوار نتیجہ تھا۔ کہ احرار وزیر اعلیٰ کے پاس ایک وفد لے کر گئے۔ اور ان سے تحریری وعدہ کیا کہ تحریک قانونی حدود میں رکھی جائے گی لیکن انہوں نے اپنا وعدہ وفا نہیں کیا۔ اگر مجھ سے مشورہ لیا جاتا۔ تو میں کہتا کہ ان مقدموں کی واپسی اور ان لوگوں کی رہائی مضر ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ احرار پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

یقین دہانی کے بعد

احرار کے وعدے کے بعد کچھ عرصے تک سکون رہا۔ اس کے بعد قابل اعتراض تقریروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کارروائی کو واپس لینے کے بعد ان تمام لوگوں پر مقدمہ چلایا جاتا۔ جو قابل اعتراض تقریریں کر رہے تھے یا ان میں سے چند لوگوں کے خلاف حفاظتی کارروائی کی جاتی تو تحریک کو اور زیادہ روکا جا سکتا تھا۔"

مسٹر غیاث الدین احمد

ہوم سیکرٹری کے ان الفاظ کو ذہن میں رکھتے ہوئے اب ہم ۱۹ر جولائی ۵۲ء کے بعد کے چند واقعات کا جائزہ لے سکتے ہیں اور احرار کو "آئینی طور پر" تحریک چلانے دینے کے فیصلے کی دیانتداری کو پرکھ سکتے ہیں۔

قصور میں جلسہ

۲۵ر جولائی ۱۹۵۲ء کو قصور میں نماز جمعہ کے بعد ایک جلسہ ہوا۔ اور ایک مفرور عالم شاہ ایک "غنڈا" ہسٹری شیٹر تھا۔ اس کے بعد ایک جلوس نکالا جو سینہ کوبی کر رہا تھا۔ ایک شخص چلاتا تھا "ظفر اللہ کنجر" اور دوسرے لوگ ایک آواز ہو کر "ہائے ہائے" کہتے تھے۔ اس کے بعد عالم شاہ اور ایک اور شخص نے ایک گدھی لے کر اس پر "بیگم ظفر اللہ" لکھ دیا۔ اور اس پر ایک آدمی کو بٹھا دیا۔ جو جوتوں کا ہار پہنے ہوئے تھا۔ وہ ایک بڑی سی ٹوپی پہنے ہوئے تھا جس پر "غلام احمد مرزا" لکھا ہوا تھا۔ جلوس ایک احمدی کی فیکٹری کے سامنے رک گیا۔ اور پندرہ منٹ تک "مرزائیت کو تباہ کرو" "ظفر اللہ کنجر" "ظفر اللہ کتا" "ظفر اللہ سور" کا شور مچاتا رہا۔

مسٹر انور علی نے قصور کے متعلق ڈائری پر لکھا کہ سخت متعصب عناصر اور مولوی طاقتور بن گئے ہیں۔ اور میدان میں کود پڑے ہیں۔

مسٹر قربان علی خان نے لکھا یہ قانون کی خلاف ورزی کرنیوالی تمام تحریکوں کا نتیجہ ہے۔ ایک لاقانونی سے دوسری لاقانونی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب تک کوئی انسدادی تدبیر ممکن نہ ہو اس کا نتیجہ انقلاب کی شکل میں رونما ہوتا ہے۔ یہ تاریخ کا ایک سبق ہے۔ جس میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ لیکن جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

احرار کے سلسلہ میں متعلقہ حکام کے بعض دوسرے نوٹوں کا ذکر کرتے ہوئے کمیشن نے لکھا ہے کہ "لیکن ہم ان نوٹوں پر مزید اعتقاد نہیں رکھنا چاہئیے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نوٹ اس مقصد کے لئے لکھے گئے ہیں۔ کہ ان سے اچھا تاثر قائم ہو۔ ان میں یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ احرار کا وعدہ کیا ہوا؟ ان میں کسی کارروائی کی تجویز نہیں کی گئی۔ اور مسٹر دولتانہ کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس وقت تک کوئی کارروائی نہیں کی۔ جب تک اس کی تجویز پیش نہیں کی گئی یا جب تک کہ بے عملی کی کوئی انتہائی نمایاں مثال نہ ہو۔ دراصل یہ بے عملی کی انتہائی نمایاں مثال نہیں تھی۔ اس کے علاوہ ان نوٹوں پر پہلے سے بھی اعتقاد نہیں رہا۔ کہ اگر مسٹر دولتانہ ایک اور کانفرنس کرتے تو یہ سب حکام ان سے متفق ہو جاتے۔ اور ان مسٹر دولتانہ کے ہمنوا ہو جاتے کہ یہ مسئلہ سے عہدہ برآ ہونے کا جمہوری طریقہ نہیں یہ صحیح ہے کہ وزیر خارجہ کی بڑی توہین ہوئی تھی۔ لیکن جب تک مرکزی حکومت یہ فیصلہ نہ کرتی کہ کیا مطالبات تسلیم کئے جاتے ہیں۔ یا انہیں مسترد کرنا ہے۔ کوئی یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ توہین جائز تھی یا نہیں؟

اسور جولائی کو ڈی۔ آئی۔ جی نے ایک مخبر کی رپورٹ پر یہ نوٹ لکھا "تحریک قطعاً ایک خاص نہج پر نہیں چلی" اور "غیر سنجیدہ" لوگوں کے ہاتھوں آ کر رہ گئی ہے۔ اب تک ہم نے یہ نہیں سنا تھا۔ کہ حکومت تحریک کو ایک خاص نہج پر چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور اس لئے یہ نہیں کہہ سکتے کہ "دھارے کا رُخ" کس طرف ہوتا تھا۔ لیکن اس لفظ کو ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ (باقی)

اخبار ربوہ

جامعۃ المبشرین میں موسم گرما کی تعطیلات ہو چکی ہیں۔ تعطیلات کے بعد جامعۃ المبشرین ۱۵ ستمبر کو کھلے گا۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم الاسلام کالج کا داخلہ شروع ہے۔ اور رفتار داخلہ خوشکن ہے۔ الحمد للہ

جامعۃ المبشرین کے طلباء درجہ رابعہ نے امسال فارغ ہونے والے طلبہ کو الوداعی پارٹی دی۔ اس موقعہ پر جناب مولوی محمد دین صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے صدارتی تقریر میں جامع طور پر طلبہ کو یہ نصیحت کی۔ کہ زندگی کا نصب العین تعلق باللہ ہونا چاہیئے۔

یہ امر احباب کے لئے موجب مسرت ہو گا۔ کہ عنقریب جامعۃ المبشرین کی پختہ عمارت شروع ہو رہی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کراچی جانے سے پیشتر اس ادارہ کی بنیادی اینٹوں پر دعا فرمائی تھی۔

۱۷؍ جون کی صبح کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا جلسہ تقسیم انعامات ہوا۔ پہلے تلاوت قرآن کریم اور تقاریر کا طلبہ کا مقابلہ ہوا۔ پھر انعامات تقسیم کئے گئے۔ مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر نے سالانہ رپورٹ سنائی۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے نے مختصر خطاب فرمایا۔ آخر پر صدر جلسہ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے مختصر تقریر فرمائی۔ اور سکول کے شاندار نتیجہ پر خوشی کا اظہار کیا۔

۲۶؍ جون کو حضرت ماسٹر مولا بخش صاحب مرحوم آف پٹیالہ کی اہلیہ صاحبہ محترمہ دستانی رحمت النساء صاحبہ وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں دفن کیا گیا۔ آپ کے چھوٹے بیٹے مولوی عبد القادر صاحب ضیغم امریکہ میں مبلغ ہیں۔ اور پوتے بیٹے مولوی عطاء الرحمن صاحب طالب جامعہ نصرت میں پروفیسر ہیں۔ ان کی لڑکی ماریشس میں اپنے خاوند حافظ بشیر الدین صاحب کے ہمراہ خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ بعد نماز عصر مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس نے جنازہ پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔ آمین ثم آمین

ضروری اعلان

احباب جماعت مرکز سلسلہ ربوہ کی خبروں کی جلد سے جلد اطلاع حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے ربوہ کی ضروری خبریں جلد شائع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ فی الحال یہ خبریں جنرل پریذیڈنٹ صاحب ربوہ کے توسط سے حاصل کی جا رہی ہیں۔ احباب ربوہ ضروری خبریں جلد از جلد ہمیں پہنچایا کریں۔

(ادارہ)

لیڈر: (بقیہ صفحہ ۳)

کہ واقعی ایشیائی بلکہ عالمی پیمانہ پر کوئی ایسا صلح و امن کا معاہدہ ہو جائے۔ جیسا کہ اس نے تبت کے معاملہ میں بھارت کے ساتھ کیا ہے۔ تو جب تک وہ پہلے اپنے اولین معاہدہ سے پاکستان کے متعلق عدل و انصاف کی توقع نہ کرے گا۔ تو نہ صرف یہ تمام سکیم غت بود ہو جائیگی اور اس کی خواہش کبھی پوری نہ ہو گی۔ بلکہ اسے شاید کچھ مدت کے بعد اسے اپنے اس اقدام پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت محسوس ہو گی۔

پکچھ جو کتابیں مطالعہ کے لئے تجویز کی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ان کی ادبی اور علمی حیثیت کو دنیاوی مفادات اب تک مسخ نہیں کر سکے ہیں۔ اور ان کے خیالات کو دو نکتہ رخنہ سے بالاتر ہو کر قبول کیا جا سکتا ہے۔ جو تقی ... [illegible] ... ہو کر ...

اقتباطی نظربندی: (بقیہ صفحہ ۳)

مداخلت کرنا چاہیئے۔ تاکہ انتظامیہ کی کارگذاریوں کا موازی ضمیر کی روشنی میں احتساب کیا جا سکے۔ انتظامیہ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہے۔ اور پارلیمنٹ عوام کے سامنے۔ اگر ایک غیر ذمہ دار انتظامیہ اپنے اختیارات کو من مانے طور پر بروئے کار لاتی رہے تو وہ زیادہ عرصہ تک زندہ رہنے کی توقع نہیں رکھ سکتی۔

راقم الحروف اپنے ضمیر کے ساتھ ذرا سی بھی بے انصافی کئے بغیر کہہ سکتا ہے۔ کہ مسٹر روبی کی شخصیت میں ادبی حیثیت پر اسکالر کی حیثیت غالب ہے اور ان کے ہر ایک لفظ سے اس مابعد الطبیعات (METAPHYSICS) کا رنگ جھلکتا ہے جس کا مطالعہ وہ ادبی انہماک کے باوجود ان کا محبوب مشغلہ چلا آیا ہے۔ اور جو ان کی ذہنی دیانتداری کا ایک ناقابل انکار ثبوت ہے۔ راقم الحروف نو ... [illegible]

پاکستان اور امریکہ کے درمیان فوجی امداد کیلئے بات چیت ابھی جاری ہے

چو اور نہرو بات چیت کے متعلق دو پیغامات موصول ہو چکے ہیں۔ مسٹر محمد علی

کوئٹہ ۳۰؍ جون۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی آج کراچی سے بذریعہ طیارہ یہاں پہنچے۔ آپ نے بتایا کہ امریکہ کے ساتھ فوجی امداد کے لئے بات چیت جاری ہے۔

وزیر اعظم نے مزید بتایا کہ مجھے وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو کی جانب سے مسٹر چو این لائی کے ساتھ ان کی بات چیت کے بارے میں دو ٹیلیفونی پیغامات موصول ہوئے ہیں۔ مسٹر محمد علی سے اس اطلاع کے بارے میں رائے دریافت کی گئی کہ ہندوستان پاکستان کے وزیر اعظم کو وزیر اعظم چین کے ساتھ پنڈت نہرو کی بات چیت کی اطلاع نہیں دے گا۔ مسٹر محمد علی نے اس کے جواب میں کہا کہ پنڈت نہرو کے پیغام میں مسٹر چو این لائی کے ساتھ بات چیت کی تفاصیل نہیں بتائی گئیں۔ وزیر اعظم نے یہ بھی کہا کہ ترکی کا فوجی مشن عنقریب پاکستان پہنچے گا۔ آپ نے یہ بھی انکشاف کیا کہ پاکستان کا ایک ثقافتی مشن ترکی جا رہا ہے۔ مرکزی وزیر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اس وفد کے قائد ہوں گے۔ وزیر اعظم سے پوچھا گیا کہ امریکی اسلحہ کی پہلی قسط پاکستان کب پہنچے گی۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا۔ کہ فوجی امداد کے لئے بات چیت جاری ہے۔

وزیر اعظم نے ایک سوال کے جواب میں یہ بھی کہا کہ بلوچستان اور ریاستی یونین کو ملا کر ایک کر دینے اور آئینی اصلاحات کے مسئلے پر دستور ساز اسمبلی میں عنقریب ایک بل پیش کیا جائے گا۔ مسٹر محمد علی نے امسال حج کے لئے جانے کے ارادے کا اعلان بھی کیا۔ ان سے یہ بھی پوچھا گیا کہ کیا حکومت غداری کے الزام میں مسٹر فضل الحق پر عدالت میں مقدمہ چلائے گی۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے۔

جماعت اسلامی کے دفاتر پر پولیس کا چھاپہ

لندن ۲۹؍ جون: کل سہ پہر مرکز جماعت اسلامی پاکستان دفتر "تسنیم" اور دفتر جماعت اسلامی حلقہ لاہور پر پولیس کی دو پارٹیوں نے چھاپہ مارا۔ اور مرکز جماعت اسلامی سے سائیکلو سٹائل مشین۔ ٹائپ رائٹر۔ مرکزی مجلس شوریٰ کے حالیہ اجلاس کی قراردادوں کی تمام نقول قبضہ میں کر لیں۔ دفتر حلقہ لاہور میں پولیس نے کسی چیز پر قبضہ نہیں کیا۔ یہ کارروائی پریس ایمرجنسی پاورز ایکٹ کے تحت کی گئی ہے۔

نیز پبلک جلسوں پر پابندی لگا دی ہے۔ یہ حکم ایک ماہ تک نافذ رہے گا۔

سرکاری ملازمین کو بھی پٹے پر سرکاری زمین دینے کا فیصلہ

لاہور ۲۹؍ جون: حکومت پنجاب نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ مرکز کا اور صوبائی حکومتوں اور لوکل باڈیز کے ملازمین یا اُن کے اہل و عیال بھی ٹیوب ویل اور کنوئیں کھودنے کی شرط پر سرکاری بنجر زمین پٹے پر حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ زمین حاصل کرنے والے ملازمین کو اپنی درخواستیں متعلقہ محکموں کے ذریعہ بھیجنی چاہیئے۔ کنوئیں کھودنے کی شرط پر زمین حاصل کرنے کے لئے درخواستیں فنانشل کمشنر دی سیٹلمنٹ کالونی کو بھیجنی چاہئیں اور ٹیوب ویل کی شرط پر زمین حاصل کرنے کے لئے درخواستیں ڈپٹی کمشنر کالونیزیشن افسر یا اسسٹنٹ کالونیزیشن آفیسر کو بھیجنی چاہئیں جو گورنمنٹ پرنٹنگ پریس اور ڈسٹرکٹ دفتروں سے مل سکتے ہیں۔ درخواستیں دینے کی آخری تاریخ ۳۰؍ جون ۱۹۵۴ء مقرر کی گئی تھی۔ لیکن اب اس تاریخ میں توسیع کر کے ۳۱؍ اگست ۱۹۵۴ء مقرر کی گئی ہے۔

آئزن ہاور چرچل بات چیت ختم ہو گئی

واشنگٹن ۳۰؍ جون: مسٹر ونسٹن چرچل اور صدر آئزن ہاور نے کل رات یہاں اپنے چار روزہ مذاکرات ختم کر دیئے۔ انہوں نے اپنے ارادہ کا پھر اعلان کیا ہے۔ کہ جنوب مشرقی ایشیا کا ایک دفاعی ادارہ قائم کیا جائے گا۔ لیکن اعلان میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ادارہ کا قیام کب عمل میں آئے گا۔ دونوں لیڈروں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے۔ کہ مغربی جرمنی کو یورپی فوجی معاہدہ میں دوسری مغربی طاقتوں کا برابر کا شریک بننا چاہیے۔

ضلع ملتان میں بھی جلسوں جلوسوں پر پابندی!

ملتان ۳۰؍ جون: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ملتان نے پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کے دفعہ ۱۱ کے تحت ضلع ملتان کے ریلوے سٹیشنوں کے علاقے سے پانسو پانسو گز کی حدود میں مظاہروں جلوسوں